تزویراتی تدابیر

روحانی تدابیر کے بعد اب ہم ظاہری اسباب کے تحت کی جانے والی عملی تدابیر کی طرف آتے ہیں۔فتنۂ دجال اکبر اور دجالی نظام کا مقابلہ کرنے کی تدابیر اور حضرت مہدی و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا استقبال کرنے کے لیے کی جانے والی تیاری کے بنیادی خطوط کار درج ذیل ہوں گے:

(1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے ملکوتی اخلاق پھیلانا

(2) جہاد کو نقطۂ کمال پر لے جانا یعنی جہاد کو علمی و عملی، داخلی و خارجی اعتبار سے عمیق تر اور وسیع تر کرنا

(3) مال اور اولاد کے فتنہ میں پڑنے سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنا

(4) جنسی بے راہ روی کو ممکنہ حد تک کم سے کم کرنے کے لیے پوری کوشش صرف کرنا

(5) غذا، لباس اور رہائش کو قدرتی، فطری اور مسنون سطح پر لے جانا

ان پانچ تدابیر کو اختیار کیے بغیر نہ دجالی میکانزم سے بچا جاسکتا ہے نہ اس کو توڑا جاسکتا ہے اور نہ اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔جو شخص ان پانچ میں سے کسی ایک چیز پر عمل سے محروم ہے وہ اتنا ہی دجالی میکانزم کا شکار یا شریک کار ہے اور جو مؤمن فرد، معاشرہ، تنظیم، تحریک اور حکومت دجالی میکانزم کا جتنا شکار یا شریک کار ہے، اس کی بحیثیت مؤمن ختم ہو جانے کے اندیشے اسی قدر زیادہ ہیں۔سورۃ البقرہ میں مذکور حضرت طالوت کی جالوت کے ساتھ جنگ کے واقعہ کی عمدہ مثال سامنے رکھ لیجیے۔بنی اسرائیل کے لشکر کے کم حوصلہ اور بے صبرے سپاہیوں کی طرح دجالی نظام کے بہتے دریا سے جو جتنا پانی پیے گا اس کے اندر دجال سے لڑنے کی طاقت اسی قدر کم ہو جائے گی اور جو جتنا تقویٰ و طہارت اختیار کر کے عیش پرستی سے دور رہے گا اس پر دجالی حربے اتنے ہی کم اثر انداز ہوں گے۔

پہلی تدبیر: اتباعِ صحابہ:

نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے ارض پر ایک عظیم الشان فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی اصلاح پر مشتمل بے مثال انقلاب برپا کیا۔اور وہ انقلاب تھا ’’سنت اللہ‘‘ کو ’’سنت نبوی‘‘ کی شکل میں روئے ارض پر عملاً جاری، ساری اور نافذ کر دینا۔

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روئے ارض کے وہ اعلیٰ ترین، ارفع ترین اور جامع ترین اشخاص ہیں جو روئے ارض پر برپا ہونے والے اس عظیم الشان فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی رحمانی انقلاب کے شاہکار نمونہ، اس کے دست و بازو اور اس کی بے مثال نشانی تھے۔روئے ارض پر برپا اس عظیم الشان انقلاب کا جو نمونہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پیش کیا وہ یہود اور ان کے برپا کردہ دجالی نظام کے مقابلہ اور اس پر فتح پانے کے لیے ہمارے پاس موجود ’’واحد حل‘‘ ہے۔صحابہ

shared by: www.alkalam.pk

تزویراتی تدابیر

کرام رضی اللہ عنہم کی تین صفات ایسی ہیں جنھیں اپنانے والے ہی مستقبل قریب میں برپا ہونے والے عظیم رحمانی انقلاب کے لیے کار آمد عنصر ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ تینوں صفات ایک روایت میں بیان کی گئی ہیں۔ ان کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دلوں کی پاکیزگی، علم کی حقیقت اور تکلف سے اجتناب میں تمام امت سے زیادہ بلند مقام پر تھے۔ ان تینوں صفات کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(1) اَبرُّھَا قُلوبًا (صحابہ کرام کے دل ''برّ'' کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ گئے تھے) ''بِرّ'' سے مراد ہے انسانی دل کا خالص و مخلص حالت و صورت میں آجانا، باطنی بیماریوں اور روحانی آلائشوں سے بالکل پاک صاف ہو جانا۔ ''آدمیت'' کا ایسی حالت کو بازیافت کر لینا جو ہر طرح کی آلودگی اور خرابی سے پاک ہو۔

(2) اَعمَقُھَا عِلمًا (وہ علم کے اعتبار سے اس عالم امکان میں علمیت اور حقیقت شناسی کی آخری گہرائیوں تک پہنچ گئے تھے۔) علم کی حقیقت حاصل کرنے، اور کائنات یعنی آفاق و انفس کی حقیقت کو جان لینے کے اعتبار سے عالم امکان میں جو آخری درجہ ہو سکتا ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس تک پہنچ گئے تھے۔ وہ اس علمی مقام اور بلند روحانی مرتبے تک پہنچ گئے تھے جہاں تک ان سے پہلے انبیاء کو چھوڑ کر نہ کوئی انسان پہنچ سکا اور نہ آئندہ پہنچ سکتا ہے۔ یاد رکھیے! اصل علم اشیاء کی حقیقت کا علم ہے۔ یہ علم سائنسی لیبارٹریوں میں پیشاب اور خون کے تجزیے، چوہے اور مینڈک پر تجربات سے نہیں، نورِ معرفت سے حاصل ہوتا ہے اور یہ چیز صفّہ کے چبوترے پر بٹتی تھی۔ لہٰذا جو مزاج نبوی سے جتنا قریب ہو گا اسے کائنات اور اس میں موجود اشیاء و عناصر کی حقیقت کا علم اتنا ہی زیادہ نصیب ہو گا۔ مغرب کے مادہ پرست سائنس دانوں کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی۔

(3) أقَلُّھَا تَکَلُّفًا (وہ روئے ارض پر کم ترین تکلف کے حامل بننے میں کامیاب ہو گئے۔) اس سے مراد ہے کہ صحابۂ کرام اس نکتہ کو پا گئے کہ روئے ارض پر مقصد ربانی کی تکمیل کرنے، نہایت آسانی سے یہاں کی آزمائشوں اور ابتلا سے گزرنے اور ابلیس اور دجال اکبر کے مکر و کید کو ناکام کرنے کے لیے ''بہترین راہ'' یہ ہے کہ انسان حلال میں تکلف نہ کرے اور حرام میں ملوث نہ ہو۔ ایسا اس وقت ہو گا جب وہ اپنی انفرادی و اجتماعی سہولیات تعیّشات کو کم سے کم سطح پر لے آئے۔ سہولیات کا عادی نہ بنے، جفاکشی اختیار کرے۔ عیش پرست نہ ہو، سخت جان اور ایثار و قربانی کا عادی ہو۔

الغرض...... فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کی اہل ایک ایسی 'صالح اُمت' بننے کے لیے...... جو ایک جانب اپنی توانائیوں کو یکسو کر کے غلبۂ اسلام کی ایسی طلب گار اور سراپا طلب بن جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام جیسی قیادت پیدا کریں اور اس کی حضرت عیسیٰ ابن مریم سے نصرت کریں...... اور دوسری جانب وہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو اپنے قائد کی طرح قبول اور جذب کر سکے...... لازم ہے کہ اُمت مسلمہ ان تین صفات کو پھر سے زندہ کر کے صحابۂ کرام جیسے فکری، ذہنی، علمی اور تخلیقی اصلاح وارتقا کو پھر سے حاصل کرے۔ اس کے بغیر نہ عروج پر پہنچی ہوئی مغربی مادیت کا مقابلہ ہو سکتا ہے نہ اس کے سحر انگیز سسٹم کی مرعوبیت سے نکلا جا سکتا ہے۔

لہٰذا فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لیے لازم ہے کہ اہلِ ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مبارک سنت پر عمل کرتے ہوئے:

تزویراتی تدابیر

☆......اپنے دل ودماغ اور زبان وعمل کی مکمل اصلاح کی فکر کریں۔ظاہر کو سنت کے مطابق بنانے اور باطن کو نفس کی خباثتوں سے پاک کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ یہ دولت مدارس اور خانقاہوں میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی صحبت کی برکت سے ملتی ہے۔کسی سچے اللہ والے متبع سنت بزرگ کی خدمت میں اپنے آپ کو پامال کیے بغیر انسان کے اندر کا اندھیرا ختم نہیں ہوتا اور مرتے دم تک اسے نفس کی گندگیوں اور باطن کی آلائشوں سے نجات نصیب نہیں ہوتی۔

☆......روحانی اور رحمانی علم کی جستجو کریں۔یہ علم سچے اللہ والوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور اس علم کے بغیر کائنات اور اس میں موجود اشیاء کی حقیقت سمجھ نہیں آسکتی۔

☆......بے تکلفی، سادگی اور جفاکشی اختیار کریں۔مغرب کی ایجاد کردہ طرح طرح کی سہولیات اور تعیّشات سے سختی کے ساتھ بچیں۔صحرا، پہاڑ، وادی، یخ بستہ علاقوں اور تپتے صحراؤں میں ہر طرح کے حالات میں رہنے، کھانے، پینے اور پہننے کی عادت ڈالیں۔تیرنے، گھڑ سواری کرنے، پہاڑوں پر چڑھنے اور ورزشوں کے ذریعے خود کو چاق وچوبند رکھنے کا اہتمام کریں۔تہہ خانوں اور غاروں میں رہنے سے نہ کترائیں۔

مغرب کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو صحابیانہ صفات سے عاری کر کے گناہوں، سہولت پسندی اور عیش پرستی میں مبتلا کیا جائے۔ملٹی نیشنل کمپنیاں ہمیں طرح طرح کی راحتوں، لذتوں اور تعیّشات میں مبتلا کرنے کے لیے نت نئی ایجادات کی تشہیر کرتی ہیں۔دگنا پیسہ بھی کماتی ہیں اور دجال کے خارش زدہ ٹٹو تیار کرنے کے مرحلے پر بھی تیزی سے عمل کر رہی ہیں۔انسان اپنے جسم کو راحت پہنچانے کے لیے کہاں تک جاسکتا ہے؟ کتنا گر سکتا ہے؟ کتنی فضول خرچی کرسکتا ہے؟ روح سے توجہ ہٹا کر نفس کے پھندوں میں کتنا گرفتار ہوسکتا ہے؟ ان چیزوں کا جتنا تصور کیا جاسکتا ہے، ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اس سے آگے کی لذت پرستیوں کو باقاعدہ منصوبے کے تحت حقیقت کی شکل دے رکھی ہے اور وہ دنیا کو بالخصوص اہلِ اسلام کو کاہل، سست، آرام پسند اور عیش پرست اور اتنا لذت کوش بنانا چاہتے ہیں کہ وہ فارمی مرغیوں کی طرح کسی کام کے نہ رہیں۔دجال اور دجالی فتنوں کا مقابلہ نہ کرسکیں اور یہودی کی منزل آسان ہوجائے۔آپ سڑکوں کے کنارے لگے بڑے بڑے اشتہارات پر نظر ڈال لیے، اشیائے تعیش سے بھرے ہوئے شاپنگ مالز میں چمکدار دکانیں اور چھماتے شوکیس ملاحظہ کیجیے۔مراعات یافتہ طبقوں کی لذتوں، شہوتوں اور نوابی نخروں چونچلوں کو بھی دیکھیے۔دجالی فتنے میں ملوث ہونے کے آثار ہر جگہ واضح نظر آئیں گے۔ان سے بچ کر سادہ، جفاکش اور بے تکلف زندگی گذارنے والا ہی اپنی صحت، ایمان اور آخرت کو بچا سکے گا۔

دوسری تدبیر، جہاد:

جہاد اسلام کو چوٹی پر لے جانے والی واحد سبیل اور مسلمانوں کی ترقی کا واحد ضامن ہے۔یہود اس حقیقت کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔یہود کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے اندر از خود پیدا شدہ عزم جہاد کا رُخ پھیر کر انہیں غیر حقیقی میدانِ کارفرا ہم کر دیا جائے۔یہ میدان کار بظاہر حقیقی اور مفید لیکن درحقیقت فرضی اور قطعاً غیر مفید ہو۔ ریگولر ہو، سیکولر قطعاً نہ ہو۔یہ Megalothymia مغربی اصطلاح میں تعمیری ہو تخریبی نہ ہو۔یعنی اس کے نتیجے میں اُمت مسلمہ اپنی مرضی سے ہنسی خوشی فکری اور علمی بحث ومباحث وتبادلۂ خیال کرنے لگے۔اس کو عظیم کارِ خیر تصور کرے۔عصری تعلیمی ترقی کے لیے کوشاں ہوجائے۔مسنون اعمال کو زندگی کا جز بنانے کے بجائے اسلام کو مغربی تہذیب سے زیادہ سودمند اور کارآمد ثابت کرنے کی کوشش میں لگی رہے۔علمی اداروں، تحقیقی، صنعتی اور فنی اداروں کے قیام کی طرف متوجہ ہوجائے اور علمی،

تزویراتی تدابیر

تحقیقی، صنعتی، فنی اور مالی صلاحیتوں کے بڑھانے میں ایسی مشغول ہو جائے اور ان میدانوں میں مغرب کی ترقی تک پہنچنے اور اس سے آگے نکلنے میں اتنی مستغرق ہو جائے کہ اسے جہاد کے ذریعے حاصل ہونے والی بے مثال، تیز رفتار اور ہوش ربا ترقی کا خیال ہی نہ رہے۔ وہ مغرب کا پیچھا کرتے کرتے سرگرداں پھرے اور اللہ ربّ العالمین نے اس کو مغرب کی ہوش ربا ترقی اور حیران کن مادی طاقت پر غلبے کا جو بے بہا نسخہ دیا ہے اس سے غافل رہے، اس کی تنقیص کرے، تردید کا ارتکاب کرے حتیٰ کہ "فرار من الزحف" یا "تولّی الادبار" [جہاد سے پیٹھ پھیر کر دوسری چیزوں میں فلاح و نجات تلاش کرنا] کی مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے غضب و انتقام کا شکار ہو جائے۔

یاد رکھیے! بے مقصد اور سطحی علمی تحقیق، سائنس و ٹیکنالوجی میں پیش رفت وغیرہ یہ سارے امور یہودیت کی اصطلاح میں "تعمیری" ہیں۔ ان سے بلاواسطہ اور بالواسطہ یہودیت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور اس کے خطرے کم ہوتے ہیں یا اگر خطرے پیدا ہوں بھی تو یہودیت اس کے کنٹرول پر پوری طرح قادر ہے۔ لہٰذا وہ اس کے لیے عالمِ اسلام کو مشاورت، تکنیکی معاونت اور فنڈ فراہم کرنے پر بھی تیار ہوں گے۔ نام نہاد اسلامک انسٹیٹیوٹ اور ریسرچ سینٹرز کا قیام ان کے لیے نہایت اطمینان کا باعث ہے۔ البتہ جہاد کا نام لینے والوں کا وہ دانہ پانی بند کرنے سے کم کسی چیز پر اکتفا نہیں کریں گے۔ یہودیت کے نزدیک "تخریبی امور" سے مراد جہاد ہے۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے یہودیت بدحواس ہو جاتی ہے۔ قومِ یہود کے حواس اس سے مختل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعمیری امور کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کے پاس میکانزم ہے۔ جہاد کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی میکانزم نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ دُشمن کو over kill کریں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے، یہ ان کے بس کی چیز نہیں، مجاہدین ان کے لیے ہمیشہ مشکل بلکہ ناممکن ہدف ثابت ہوئے ہیں۔ نیز بے تحاشا جان لینا ان کے مسائل میں اضافہ کرتا ہے کمی نہیں...... جبکہ مسلمانوں کو جدید ٹیکنالوجی کے حصول میں مصروف کر کے خود اونچی چوٹی پر کھڑے ہو کر ان کی بے بسی کا تماشا دیکھنا ان کے لیے نہایت فرحت بخش عمل ہے۔ ان کو پتا ہے کہ وہ اس میدان میں اتنے آگے ہیں کہ ساری مسلمان حکومتیں مل کر بھی ان کے پائے کا ایک تعلیمی ادارہ بنا سکی ہیں نہ ان کے تیار کردہ سائنس دانوں جیسے سائنس دان تیار کر سکتی ہیں۔ لہٰذا اس میدان میں ہماری کچھوے کی چال والی ترقی سے انہیں کوئی خطرہ نہیں۔ البتہ یہود اور یہودیت زدہ مغربی دنیا جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کا کوئی متبادل نہیں رکھتی۔ یہ چیز ربّ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بخشی ہے۔ اور اس کا کوئی توڑ یہودی سائنس دانوں اور مغربی تھنک ٹینکس کے پاس نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی بقا و فلاح اس میں ہے کہ اپنی نئی نسل میں جذبۂ جہاد کی روح پھونک کر اس دنیا سے جائیں۔ فلسفۂ جہاد کو ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیں اور ان کا ایسا ذہن بنا دیں کہ وہ اس پر کسی قسم کے سمجھوتے کو خارج از امکان قرار دیں، نیز ہر مسلمان اپنے متعلقین اور اپنے نوجوانوں کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ کر دے کہ جہاد کے علاوہ کسی اور چیز...... چاہے وہ جدید تعلیم ہو یا ٹیکنالوجی...... کمپیوٹر سائنس ہو یا خلائی تسخیر...... گلے میں ٹائی باندھنا ہو یا کمر میں پینٹ کسنا...... کسی چیز کو اپنی ترقی و کامیابی کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت میں فنائیت کے بغیر مسلمانوں کی بقا و ترقی کا تصور پہلے تھا نہ آیندہ ہو سکتا ہے۔

تیسری تدبیر: فتنۂ مال و اولاد سے حفاظت:

فتنۂ دجال اکبر کے پانچ ستونوں میں سے ایک ستون "فتنۂ مال و اولاد" ہے بلکہ فتنۂ دجال دراصل ہے ہی مال اور مادیت کا فتنہ۔ اس فتنہ کے نتیجے میں پہلے پہل "نظام رزق حلال" منہدم ہوتا ہے پھر "نظامِ زکوٰۃ" کا انہدام شروع ہو جاتا ہے اور آخر میں "نظامِ انفاق فی سبیل اللہ" ہی کلی طور پر منہدم ہو جاتا ہے۔ ان نظاموں کے انہدام

تزویراتی تدابیر

سے مال اور رزق طیب نہیں رہتا، خبیث ہوجاتا ہے اور خبیث رزق سے پلنے والے اجسام دجالی فتنہ کا آسان ہدف اور مرغوب شکار ہوں گے۔

''فتنۂ مال و اولاد'' سے خود کو نکالے بغیر اہل ایمان کا فتنۂ دجال اکبر سے نکلنا محال ہے۔ فتنۂ دجال اکبر سے نکلنے یا اس سے بچنے کی اوّلین شرط ہے ''نظامِ انفاق کا قیام'' اور ''نظامِ ربا (سود) کا انہدام'' اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان حلال و حرام کا علم حاصل کریں۔ ہر طرح کے حرام سے کلی اجتناب کا اہتمام کریں۔ صرف اور صرف حلال مال کمائیں اور پھر اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں اور بچوں کو اس کی عادت ڈلوانے کے لیے ان کے ہاتھ سے بھی فی سبیل اللہ خرچ کروایا کریں۔ بچوں کے دل میں حلال کی اہمیت اور حرام سے نفرت پیدا کریں۔ رزق کمانے کے دوران...... چاہے ملازمت ہو یا کاروبار...... شریعت کے احکام پر سختی سے عمل کیا جائے تاکہ حلال طیب حاصل ہو اور جسم و جان میں جو کچھ جائے، خیر اور نیکی کی رغبت اور توفیق کا سبب بنے۔ کسبِ حلال کے شرعی احکام اصولی ہوں یا فروعی، داخلی ہوں یا خارجی، ان کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔ مثلاً ایک فرعی یا خارجی حکم یہ ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان سے لے کر جمعہ کی نماز کے ختم ہونے تک تمام مسلمان خرید و فروخت موقوف کردیں اور اللہ کی یاد کے لیے مسجد چل پڑیں۔ ایسا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آبادیوں میں جمعہ کا دن (چوبیس گھنٹے) پوری طرح چھٹی کا ہو۔ جمعہ کے دن پہلی اذان تک سارا شہر مسجد میں داخل ہوجائے تاکہ دوسری اذان سے لے کر نماز ختم ہونے تک مسلمان سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں۔ اس طرح وہ اللہ کی نظر میں مقبول ہوجائیں گے اور ان یہود کا مقابلہ کرکے ان پر غالب ہوسکیں گے جو یہودیوں کے مقدس دن ہفتے کے دن دنیاوی کاموں میں مشغول ہوکر اللہ کے غضب کا شکار ہوئے۔

چوتھی تدبیر: فتنۂ جنس سے حفاظت:

فتنۂ دجال اکبر کے پانچ عناصر میں سے ایک اہم عنصر ''فتنۂ جنس'' ہے۔ دجالی نظام کو دنیا پر غالب کرنے والوں کی کوشش ہے کہ پورے روئے ارض پر جنس کے فطری اور بابرکت نظام یعنی ''نظام ازدواج'' کو درہم برہم کردیا جائے۔ اس کے بعد روئے ارض پر فطری تولید کے نظام کو درہم برہم کردینا آسان ہوجائے گا۔

فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کی اہم ترین تدبیر ''سنتِ نکاح'' کا قیام اور اکمال ہے یعنی نکاح کی سنت کو درجۂ کمال تک پہنچانا۔ مرد و عورت کے حلال ملاپ کو رواج دینا اور آسان بنانا۔ حرام پر سزا دینا اور اسے مشکل تر بنانا۔ آج کل تقریبِ نکاح کے حوالے سے کی جانے والی رسومات کی بنا پر حلال مشکل ہے اور حرام آسان۔ ہم جسے مسنون نکاح کہتے ہیں، وہ نکاح تو ہے لیکن ''مسنون'' نہیں۔ اس میں اتنی رسومات، اسراف اور ریاکاری شامل ہوگئی ہے کہ نام تو ''نکاح مسنون'' اور ''ولیمۂ مسنونہ'' کا ہوتا ہے لیکن ان تقریبات میں اکثر کام غیر شرعی اور خلافِ سنت ہوتے ہیں جس سے نکاح مشکل اور فحاشی (زنا) آسان ہوتی جارہی ہے۔

''استکمالِ سنتِ نکاح'' کی کوشش کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

(1) ہمہ جہت جنسی علیحدگی یعنی مرد و عورت کا مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ ماحول میں رہنا جو شرعی پردے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

تزویراتی تدابیر

(2)عورتوں کوزیادہ سے زیادہ شرعی مراعات دینا اوران کی مخصوص ذمہ داریوں کے علاوہ دیگر ذمہ داریوں سے انہیں سبکدوش کرنا جوان کی فطرت اور شریعت کے خلاف ہے۔

(3)نکاح کوزیادہ سے زیادہ آسان اور فسخ نکاح کوزیادہ سے زیادہ منضبط بنانا۔

(4)کسی بھی عمر میں جنسی ونفسیاتی محرومی کوکم سے کم واقع ہونے دینا لہٰذا بڑی عمروں کے مردوں اورعورتوں کوبھی پاکیزہ گھریلوزندگی گزارنے کے لیے نکاح ثانی کی آسانی فراہم کرنا۔

(5)کثرت نکاح اور کثرت اولاد کورواج دینا۔ایک سے زیادہ نکاح اوردو سے زیادہ بچوں کوخوبی اورقابل تعریف بات بنانا۔ایک نکاح اوردوبچوں پراکتفا کی ہمت شکنی کرنا۔ورنہ اُمت سکڑتے سکڑتے دجالی فتنے کے آگے سرنگوں ہوجائے گی۔

''تکمیلِ سنت نکاح'' کے یہ وہ عنوانات تھے جن کواسلام نے قائم کیا۔دجال کے زمانے کی قرب کی ایک علامت یہ ہے کہ ان میں سے بیشتر آج درہم برہم ہوچکے ہیں۔اس کی ناگزیر ضرورت ہے کہ ان تمام اموکوازسرنو نافذ العمل بنایا جائے۔

فتنۂ دجال اکبر سے بچنے کے اقدامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہرقسم کے حرام جنسی عمل اورحرام تولید سے معاشرے کوپاک کیا جائے۔حرام جنس اورحرام تولید سے فتنۂ دجال اکبر کے زمانے میں فرد اورمعاشرے کوبچانا تقریباً محال ہوتا جائے گا۔اس سے بچنے کی واحد صورت یہ ہے کہ حلال جنس اورحلال تولید کی صورتوں اورسہولتوں کوآسان سے آسان تر بنانا اورزیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا۔اس کی درج ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں جن کوصالح مرداورخواتین کوزیادہ سے زیادہ قبول اوررائج کرنا ہوگا:

☆......بالغ ہونے کے بعد مردوں اورعورتوں کی شادی میں دیر نہ کرنا

☆......مردوں کی ایک سے زیادہ شادی

☆......بیوگان ومطلقہ خواتین کی فوراً شادی

☆......مردوں اورعورتوں کی شادی کوخرچ کے اعتبار سے آسان تر بنانا اورہرطرح کی معاشرتی پابندیوں کا خاتمہ کرنا

☆......معاشرے میں آسان نکاح کی ہمت افزائی کرنا اور مشکل نکاح سے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا حتیٰ کہ اس کا بائیکاٹ کرنا۔

shared by: www.alkalam.pk

تزویراتی تدابیر

جو لوگ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رائج غیر شرعی شادی کی رسوم کو جاری رکھیں یا محض نمائش کے لیے آسان اور مسنون نکاح کریں اور در پردہ اسی رائج الوقت رسومات اور فضول خرچی سے بھرپور شادی کو جاری رکھیں، ان کا سخت بائیکاٹ کیا جائے۔ ایسے لوگوں کی مجلس نکاح میں شرکت کرنا اور راہ و رسم رکھنا ایسا ہی ہوگا جیسے ''مسجد ضرار'' میں نماز پڑھنا۔ فتنۂ دجال اکبر کے مقابلے اور جنسی بے راہ روی کے خاتمے کے لیے لازم ہے کہ شرعی طور پر سنت نکاح کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے اور یہ اسی وقت ہوگا جب عقد نکاح کی تقریب کو رسومات، منکرات اور لغویات سے بالکل پاک کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں بیہودہ رسموں کا خاتمہ ہوگا، نکاح پر کم سے کم خرچ ہوگا، حرام جنسی ملاپ کا سدّ باب ہوگا اور مسنون نکاح کے عمل کو زندہ کرنے سے پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا۔

فتنۂ دجال اکبر سے مقابلہ کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ زچگی یا تو ان اداروں اور ہاسپٹلوں میں کرائی جائے جہاں اللہ کے دین کے مطابق زچگی ہوتی ہے۔ مسیحا کے روپ میں منڈلاتے بھیڑیے نما ڈاکٹر اور ڈاکٹرنیاں فیس اور کمیشن کی لالچ میں فطری تولید کو روک کر غیر ضروری آپریشن پر زور دیتے اور امت مسلمہ کی ماؤں کو تولیدی صلاحیت سے بتدریج محروم کرتے ہیں۔ چونکہ اندیشہ اسی بات کا ہے کہ اکثر جگہوں میں ایسا ہی ہوتا ہے، اس لیے امت میں اس کا اہتمام ہو کہ زچگی ماہر اور تجربہ کار روائیوں کی زیر نگرانی گھروں میں ہو۔ زچگی کے لیے Caesarean آپریشن سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے۔ اولاد کے حصول کے لیے تغییر خلق کے تمام راستوں سے کلی اجتناب کیا جائے۔ اولاد کے حصول کے لیے غیر فطری طریقوں کا استعمال قطعاً قطعاً نہ کیا جائے مثلاً: مادۂ منویہ کو منجمد طور پر محفوظ رکھنا، مصنوعی طور پر منی کا رحم میں ڈالنا، ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ افزائش کرنا، رحم کا عاریتاً استعمال کرنا اور کرانا۔

فتنۂ دجال اکبر کے مقابلے کے لیے لازمی ہے کہ اہل ایمان خالص اور مخلص بنیں۔ حلال نسب اور حلال رزق کے علاوہ کسی چیز کو رواج نہ پانے دیں اور روئے ارض پر برسرپیکار دجالی افواج کے مقابلے میں اللہ کا سپاہی بننے کی تیاری کریں۔

پانچویں تدبیر: فتنۂ غذا سے حفاظت:

فتنۂ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے والی مؤثر تدابیر میں سے غذائی تدابیر بہت اہمیت کی حامل ہیں اور اس کے برخلاف فتنۂ دجال اکبر کے روز بروز بڑھتے طوفان کے مقابلے میں اہلِ ایمان کو کمزور سے کمزور تر حتیٰ کہ بالکل بے بس کر دینے بلکہ آلہ کار بنا دینے والی چیز غذائی سطح پر حرام سے چشم پوشی اور حلال سے انحراف ہے۔

فتنۂ دجال اکبر سے بچنے اور اپنے اہل و عیال کو بچانے کی سب سے مؤثر تدبیر طیب و حلال طریقے سے حاصل کردہ غذا سے جسم کی پرورش ہے۔ فتنۂ دجال اکبر کے سامنے سب سے زیادہ اور آسان شکار (Soft Target) حلال و طیب کے بجائے حرام و خبیث مال اور غذا سے پروردہ جسم ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ چیزیں جنہیں قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے ان سے اپنے آپ کو سختی سے بچایا جائے۔ اپنے جسم میں حرام لقمہ یا حرام گھونٹ داخل نہ ہونے دیا جائے۔ نہ حرام لباس سے خود کو آلودہ کیا جائے۔ نیز مصنوعی طور پر Cross-Pollination اور Hybridization کے ذریعہ پیدا کردہ غذاؤں سے بچا جائے۔ مصنوعی غذائیں تیار کرنے والی یہودی کمپنیاں آہستہ آہستہ پوری دنیا کی خوراک کو دجال کے قبضے میں دینے کے لیے رفتہ رفتہ آگے بڑھ رہی ہیں۔

تزویراتی تدابیر

یہ دراصل دجال کی مصنوعی خدائی کو منوانے کے لیے ذخیرۂ خوراک کے داروغہ کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ ڈبہ بند غذائی اشیا اب قدرتی غذاؤں سے زیادہ قابل اطمینان سمجھی جاتی ہیں اور منفرد مقام کی حامل ہیں۔ کچھ اسلامی شہروں مثلاً دبئی، دوحہ وغیرہ کا تو انحصار ہی ان پر ہے۔ یہ قابل اطمینان نہیں، انتہائی تشویش ناک امر ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو دشمن کے ہاتھ میں گروی رکھنے کے مترادف ہے۔ مصنوعی طور پر پیدا کردہ غذاؤں سے زیادہ فساد آلودہ وہ غذائیں ہیں جو جینیاتی طور پر پیدا کردہ ہیں۔ اس کے علاوہ کیمیاوی طور پر تیار کردہ غذاؤں سے بھی بچا جائے۔ فتنۂ دجال اکبر سے بچنے کے لیے ان سب طرح کی غذاؤں سے کلی اجتناب لازمی ہے۔

اُمت مسلمہ اپنے علاقوں میں فطری اور قدرتی غذا کے حصول کے لیے زراعت و شجر کاری پر توجہ دے۔ پیڑ پودوں بالخصوص پھل دار پیڑوں کے لگانے، گھاس کی افزائش پر خصوصی دھیان دے۔ اسی طرح جنگلات کی کٹائی کو حتی الوسع روکا جائے بلکہ جنگلات لگائے جائیں۔ اُمت مسلمہ مصنوعی طریقۂ تولید سے جانور پیدا کرنے کے بجائے قدرتی افزائشِ نسل پر توجہ دے۔ اونٹنیوں، گایوں، بھیڑوں اور بکریوں کی افزائش پر خصوصی دھیان دے۔ مصنوعی طریقے سے پیدا شدہ مویشی اور ان کے بیج عنقریب ان یورپی کمپنیوں کی مرضی کے کلی طور پر تابع ہوں گے جو نباتات کی طرح حیوانات کو بھی اپنے قبضے میں لینے کے لیے نت نئے تجربات کر رہی ہیں۔

☆......☆......☆

یہ وہ تدابیر ہیں جو فتنۂ دجال سے حفاظت اور اس کے خلاف جدوجہد کے لیے کارآمد و مؤثر ہیں۔ ان کی فہرست قرآن و حدیث پر گہرے غور و فکر کے ذریعے ترتیب دی گئی ہے۔ جو مسلمان چاہتا ہے کہ اس عظیم فتنہ کے خلاف برسرِ پیکار عظیم المرتبت لوگوں کی صف میں شامل ہو جائے، اسے چاہیے کہ ان کو اپنا لے۔ اپنی زندگی میں داخل کرلے اور ان پر سختی سے کاربند ہو کر اپنے اہل و عیال سے بھی ان کی پابندی کروائے۔ دوسرے مسلمانوں میں بھی اس کی دعوت چلاتا رہے۔ فتنۂ دجال سے خدا تعالیٰ کو جتنی نفرت ہے، اس فتنے کے خلاف کسی طرح کی جدوجہد کرنے والے اللہ ربّ العالمین کے ہاں اتنے ہی مقبول، اس کی رحمت کے مستحق اور قابل اجر و ثواب ہیں۔

آخری بات

آخری بات

یہاں چونکہ کتاب کا بھی اختتام ہے اور کتاب کے پیغام کا بھی۔ لہٰذا یہاں ہم اپنی بات کا پھر سے خلاصہ کرنا چاہیں گے۔ فتنۂ دجال سے مردانہ وار دفاع اور اس کے خلاف جارحانہ اقدام کے لیے کی جانے والی تدابیر کے آغاز میں عرض کیا تھا کہ یہ ساری تدابیر صرف ایک نکتے کے گرد گھومتی ہیں اور وہ ہے...... جہاد...... جہاد...... جہاد...... مالی جہاد، زبانی جہاد، قلمی جہاد اور عسکری جہاد۔ یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قتال فی سبیل اللہ! اللہ کے راستے میں قتل ہونا اور قتل کرنا۔ زبانی اور قلمی جہاد اس وقت جہاد ہوگا جب قتال کے موضوع پر لکھا اور بولا جائے۔ مچھروں بھرے جوہڑ پر دوائی چھڑکنے کی ترغیب کو قلمی جہاد کہنا حماقت کی چوٹی پر چڑھ کر اوندھے منہ لڑھکنے والی بات ہے۔ اب آخر میں ہم فتنۂ دجال سے بچنے کے دو طریقے احادیث کی روشنی میں بیان کر کے اپنے پیغام کا خلاصہ کرنے میں قارئین کی مدد کرتے ہیں۔

فتنۂ دجال سے بچنے کے دو طریقے:

فتنۂ دجال کے زمانے میں جو مسلمان زندہ ہوں گے اور تاریخ انسانی کے اس عظیم اور ہولناک فتنے کا سامنا کریں گے، ان کو ہمارے اور آپ کے، ساری انسانیت کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہدایات دی ہیں۔ ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو دجال سے علانیہ بغاوت کرتے ہوئے اس کے خلاف اپنی تمام طاقت صرف کرنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہے: ''تم میں سے جس کسی کے سامنے دجال آجائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے منہ پر تھوک دے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔'' (طبرانی، حاکم)

دجال جیسی عظیم طاقت کے منہ پر تھوکنا کتنے مضبوط ایمان اور جراءت کا متقاضی ہوگا؟ اس کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کس کو ہوسکتا ہے؟ اس لیے آپ نے اس کے انتقام سے بچنے کی ڈھال اور حصار اپنے اُمتی کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھنے میں ایسی تاثیر ہے کہ دجال کا کوئی وار اس صاحب ایمان پر کارگر نہ ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی دجال کے آنے کی خبر سنے تو اس سے دور بھاگ جائے۔ اللہ کی قسم! ایک شخص اس کے پاس آئے گا...... وہ خود کو مؤمن سمجھ رہا ہوگا۔ [لیکن اس کے من گھڑت دلائل اور شعبدوں سے متاثر ہوکر] اس کی پیروی شروع کردے گا۔'' (ابوداؤد، طبرانی)

ان دو احادیث کو ملا کر پڑھنے سے معلوم ہوا کہ فتنۂ دجال سے بچنے کے دو طریقے ہیں:

(1) ایک یہ کہ اللہ پر توکل کر کے پورے عزم اور حوصلے کے ساتھ دجال سے کھل کر اور علانیہ بغاوت کی جائے۔ اس کے سامنے اس کے منہ پر تھوک دیا جائے اور کمر کس کر اس فتنہ کے خلاف میدان میں اُتر لیا جائے۔ جنت اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے لیے بنائی ہے۔

نعیم بن حماد کی روایت ہے: ''جو لوگ دجال کے یا اس کے لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوں گے، ان کی قبریں تاریک اندھیری راتوں میں چمک رہی ہوں گی۔'' ایک اور

آخری بات

روایت ہے ان کا شمار افضل ترین شہداء میں کیا جائے گا۔

(2) جو ایسا نہیں کرسکتا وہ دجال کے زیرِ قبضہ ملکوں اور دجالی حکومتوں کے زیرِ اثر علاقوں سے ہجرت کر جائے۔ دیہاتوں، پہاڑوں اور جدید دنیا کی شیطانی سہولتوں سے ہٹ کر ان علاقوں کی طرف نکل جائے جہاں دجال کی جھوٹی خدائی کا بول بالا نہ ہو۔ اپنے گھر، وطن، کاروبار اور عیش و آرام کو اللہ کی خاطر چھوڑنے والا ہی اللہ کی رحمت اور مغفرت کا مستحق ہوگا۔ ان چیزوں کی محبت میں ان شہروں میں پڑا رہنے والا جہاں دجال کی خدائی تسلیم کی جاتی ہو، اپنے ایمان کی حفاظت نہ کر سکے گا۔

الغرض جہاد یا ہجرت ...... ہجرت یا جہاد ...... یہ دو ہی چیزیں ہیں جو اس فتنۂ آخر الزماں سے حفاظت کی ضامن ہیں۔ ان کے بغیر تو مغربی میڈیا کے روندتے ہوئے بناسپتی لوگ جو پہلے سے ارتدادی فکر کا شکار ہوں گے، اس فتنے کے آلہ کار یا اس کے شکار تو بن سکتے ہیں، اس سے بچ نہیں سکتے۔

shared by: www.alkalam.pk